ہم بے دینی کے سیلاب میں کیا کریں؟

ہم نے اپنے ملک کو حاصل کرنے کیلئے لاکھوں جانوں کا نذرانہ پیش کیا اور بچوں کو یتیم کروایا اور بیویوں کو بیوہ بنایا اس کا کیا مقصد تھا؟ صرف یہ کہ مسلمانوں کیلئے ایک الگ مملکت ہونی چاہئے، جس کے اندر وہ ہر طرح سے آزاد ہوں اور صرف اپنے ایک خالق و مالک کی عبادت کر سکے اور ایک رسول ﷺ کا کلمہ پڑھے اور ان کے احکامات کی پابندی اور پاسداری کریں باوجود ہمارے ملک کا نعرہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہونے کہ ہمارے ملک کی کوئی جگہ شرک سے پاک نہیں حالانکہ قرآن پاک شرک کی شدید مذمت سے لبریز ہے مگر ہمارے سر سے جوں نہیں رنگتی۔ قرآن کو پس پشت ڈال کر اپنی خواہشات اور غیر موادات سے انحراف اور دوری اختیار کی ہوئی ہے اور ہم صرف نام کے مسلمان ہیں ہمارے اندر مسلمانوں جیسی کوئی بھی علامت نہیں افسوس ان نام کے مسلمانوں پر جو رات دن بلا کھٹکے شرک کرتے کراتے ہیں اور پھر ان کاموں کو جائز جانتے ہیں اگر یہ سارے کام جائز ہیں تو پھر نہ معلوم شرک کیا بلا ہے افسوس سچ ہے آج اسلام ایسے ہی دوستوں کے ہاتھوں نالاں ہے

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے اگر ہم سچے مسلمان ہے تو ہمارا یہ عقیدہ ہونا چاہئے کہ ہر چیز کا خالق اور رازق صرف خدا کی ہی ایک ذات ہے اس کے علاوہ کوئی اور کسی چیز کا کوئی مالک نہیں ہے اور ہم اللہ کی اخلاص کے ساتھ عبادت کریں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

فاعبدوالله مخلصا له الدين (الزمر)

وما امرو االا ليعبدوالله مخلصين له الدين (البينة) اخلاص کے ساتھ ساتھ ہمارے اندر خوف خدا کے علاوہ کسی اور کا خوف نہ سمایا ہو۔ ولا تدع من دون الله مالا ينفعك ولا يضرك فان فعلت فانك اذا من الظالمين (یونس)۔

جیسا عمر فاروقؓ نے حج کے دوران حجر اسود کو بوسہ دیا اور اس کے سامنے کھڑے ہو کر فرمانے لگے انی اعلم انک حجر لا تضر ولا تنفع ولو لا انی رائیت رسول الله ﷺ يقبلك ما قبلتك (بخاری و مسلم)

حضرت عمرؓ نے فرمایا میں یہ ضرور جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے جو نہ ضرر پہنچاتا ہے اور نہ نفع دیتا ہے اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو تجھ کو نہ چومتے ہوئے دیکھا ہوتا میں تجھ کو نہ چومتا۔

مگر آج کے مسلمان لوگ مزاروں پر جا جا کر ان کی جالیوں کو چومتے ہیں اپنی آنکھوں پر لگا کر فخر محسوس کرتے ہیں اور دل میں یہ خیال کرتے ہیں کہ اس سے ہم کو شفا میسر آئے گی۔ اسی طرح حضرت عمر فاروقؓ نے اس درخت کو جڑ سے کٹوا دیا جس کے نیچے آپ ﷺ نے اور صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین سے حضرت عثمان کیلئے بیعت کی تھی کس وجہ سے حضرت عمر فاروق نے کٹوایا صرف اسلئے کہ لوگ تبرک سمجھ کر آتے آتے اس کی عبادت نہ شروع کردیں جس طرح آج کے دور میں بہت سی مثالیں موجود ہیں۔

دوسری بات ہمارے ملک پاکستان میں بے دینی عروج کے پروان چڑھ چکی ہے کسی کو اللہ کے اور رسول اللہ ﷺ کے فرمودات کا پاس نہیں فحاشی عروج پر ہے ہر گھر ہر محلہ ہر علاقہ پر ٹیلی

> ہماری نوجوان نسل کو چاہئے کہ وہ اپنی قوت اور اپنا اسلحہ مسلمانوں پر ضائع نہ کریں بلکہ اس کو کشمیر کے اندر جا کر استعمال کریں اور ان کی مدد کریں اور مسلمان کا تو یہ شیوا ہے اشداء علی الکفار رحماء بینھم (الفتح)

ویڑن، وی سی آر، ڈش انٹینا کے جال پھیلے ہوئے ہیں اس فحاشی کے سیلاب میں ہماری نوجوان نسل تباہ و برباد ہو رہی ہے ہماری عورتیں فیشن کے نام پر اسلام کا مذاق اڑا رہی ہیں پردے سے عاری ہو چکی ہے۔ اور وہ مغربی تہذیب کی نمائندگی کرتی دکھائی دیتی ہے اور ہمارے ملک کے اندر قتل و غارت عام ہو چکی ہے کسی کے خون کی کوئی اہمیت نہیں ہر چیز مہنگی ہوگئی ہے۔ صرف انسان سستا ہوتا جارہا ہے جب کہ ہمارے ملک کے اندر کسی کا مال کسی کی عزت محفوظ نہیں اگر ہم اپنے وڈیروں پر نظر کریں تو وہ غریب ھاری پر ظلم کے پہاڑ ڈالے ہوئے ہیں وہ جب چاہتے ہیں غریب ھاریوں کی جوان سال لڑکیوں کو اٹھا کر لے جاتے ہیں اور ان کو قید میں کر لیتے ہیں جوان کے من میں آئے وہی سلوک ان بیچاریوں سے کرتے ہیں ان کی غربت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ان کو تھوڑی سی رقم سود پر دیتے ہیں جو بڑھ بڑھ کر اتنی ہو جاتی ہے کہ ان کی اولاد بھی نہیں اتار سکتی۔ لہٰذا اس لئے وہ ان کے ہمیشہ کیلئے غلام بن جاتے ہیں۔

ان علامات سے ہم کو اسی وقت چھٹکارا مل سکتا ہے جب ہم خالصتاً ہو کر اللہ اور رسول اللہ کے احکامات پر عمل پیرا ہو۔

اور ہماری نوجوان نسل کو چاہئے کہ وہ اپنی قوت اور اپنا اسلحہ مسلمانوں پر ضائع نہ کریں بلکہ اس کو کشمیر بوسنیا کے اندر جا کر استعمال کریں اور ان کی مدد کریں اور مسلمان کا تو یہ شیوا ہے اشداء علی الکفار رحماء بینھم (الفتح) کفار پر تو سخت ہوتے ہیں مگر آپس میں رحم دل ہوتے ہیں۔ حالانکہ ایک مسلمان کی عزت کعبۃ اللہ سے بڑھ کر ہے دوسری قرآن کی آیت من قتل نفسا او فساد فی الارض فکانما قتل الناس جمیعا و من احیاھا فکانما احیاء الناس جمیعا (المائدہ) یعنی گو ایک جان کو قتل کرنا پورے مسلمانوں کے قتل کے مترادف ہے۔ حدیث شریف میں المومن اخوالمسلم لا یظلمہ ولایخذلہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کریں اور نہ ہی اس کی بے عزتی کریں جب ایک مسلمان کی اتنی فضیلت ہے تو اگر کوئی مسلمان کو بلاوجہ قتل کریں اس کو کتنا سخت ترین عذاب ملے گا۔

اور جو ہماری خواتین ہیں انہوں نے اپنے سروں سے چادروں کو اتار پھینکا ہے اور ہماری نوجوان لڑکیاں بے پردہ ہو کر گھروں سے نکلتی ہیں ان کے چہروں سے زیب و زینت عیاں ہوتی ہے بناؤ سنگھار میں وہ حد سے تجاوز کرتی ہیں ان کے لباس کو دیکھتے ہیں تو ان پر یہ حدیث بالکل صحیح طرح فٹ آتی ہے کہ:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دوزخیوں کی دو قسمیں میں نے دیکھیں ایک تو وہ لوگ جن کے ہاتھوں میں گاؤ دم جیسے کوڑے ہوں گے ان سے وہ لوگوں کو (اپنی دھاک بٹھانے کیلئے) ماریں گے۔ دوسری قسم وہ عورتیں ہیں جنہوں نے لباس پہنا ہوگا لیکن وہ ننگی ہوں گی (مردوں کو اپنے اوپر) مائل کریں گی خود ان پر مائل ہوں گی ان کے سر بخت نصر کے اونٹوں کی کوہانوں کی طرف محرف کو ٹیڑے ہوں گے وہ نہ تو جنت میں جائیں گے نہ اس کی خوشبوان کو میسر ہوگی حالانکہ جنت کی خوشبو پانچ سو سال کی مسافت پر محسوس ہوئی (مسلم)

ہماری خواتین کو اس بارے میں غور کرنا چاہئے کہ کیا ہم اس حدیث کے مصداق تو نہیں ہیں۔

تیسری بات اگر ہم اس بے دینی کے دور میں اپنے حکمرانوں کو دیکھیں تو وہ اپنی گندی سیاست میں مگن ہیں ان کو وطن اور قوم کی کوئی فکر نہیں ملک و قوم کے مال کو دن رات لوٹنے میں مصروف ہیں اپنے اور اپنی اولاد کے بنک اکاؤنٹ بھرنے میں مصروف ہیں اپنے علاج کے بہانے سیر و تفریح کرنے چلے جاتے ہیں ڈاکٹروں سے جعلی سرٹیفکیٹ بنوا کر اپنی عیاشی کیلئے کروڑوں روپیہ خرچ کر دیتے ہیں جب چاہیں ملک کے کسی حصہ کا سودا کر دیں۔

اصل میں ہمارے حکمرانوں کے دلوں کے اندر جذبہ ایمان نہیں ہوتا صرف نام اسلام کا لیتے ہیں مگر حکم غیر کسی کا ہم نے نبی ﷺ کی سیرت کو بھلا دیا ہے کہ انہوں نے کس طرح سیاست کی آخر میں جب وفات ہوئی تو چند چیزوں کے لئے کچھ نہ چھوڑا اسی طرح خلفائے راشدین نے اپنی اولاد کیلئے کچھ نہ چھوڑا، اس طرح جب عمر بن عبدالعزیزؒ کے جسم میں زہر پوری طرح بدن میں سرایت کر چکا تھا ہر لحظہ موت کے قریب سے قریب تر کرتا جارہا تھا۔ انہیں یہ بھی معلوم تھا کہ کس نے زہر دیا ہے۔ اور کیوں دیا ہے لیکن قاتل نے جب ان کے سامنے اعتراف جرم کیا تو بجائے اس کے کہ اسے گرفتار

بیت المال کا مال مسلمانوں کی امانت ہے۔ اگر میں اسے اپنی اولاد کو دے دیتا تو خدا کے آگے مجھے جواب دہ ہونا پڑتا۔ رہا معاملہ اولاد کا تو سن لو کہ اگر میرے بیٹے سعادت مند اور اللہ تعالیٰ کے فرمان بردار ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ان کیلئے کافی ہے اور اگر اس کی بارگاہ کے باغی ہونگے تو وہ جس حال میں رہیں مجھے ان کی کوئی فکر نہیں

کر کے اس سے قصاص لیتے صرف اتنا کیا کہ لوگوں نے انہیں زہر دینے کے عوض جو اسے تین سو اشرفیاں دی تھیں وہ اس سے لے کر بیت المال میں جمع کرا دیں اور قاتل سے جو غلام تھا کہا کہ بھاگ جا ورنہ جب یہ بات لوگوں کو معلوم ہوگی وہ تجھے قتل کر دیں گے اور میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے کسی کی جان جائے۔ انہیں بنو امیہ کے امراء نے زہر دلوایا تھا۔ اس لئے انہوں نے بنو امیہ کی زیادتیوں کی تلافی کی تھی انہوں نے جبر و ظلم کے ذریعے بنو ہاشم کی جن جائیدادوں پر قبضہ کیا تھا ان سے چھین کر وہ زمینیں اور جائیدادیں بنو ہاشم کو واپس کی تھیں انہوں نے تو اپنی بیوی کے زیورات بھی اتروا کر بیت المال میں جمع کر دیئے تھے اب وقت آخر آن پہنچا۔ نزع کا عالم طاری ہونے والا ہی تھا کہ سلمہ بن عبدالملک کہنے لگے۔ امیر المومنین! آپ نے بھی تو عجیب ہی کام کیا نہ دیکھا نہ سوچا۔ یہ کتنی عجیب بات ہے کہ آپ اپنے پیچھے تیرہ بیٹے چھوڑے جا رہے ہیں لیکن آپ نے ایک دمڑی بھی اپنی اولاد کیلئے نہیں چھوڑی ہے سوچئے تو آپ کے بعد آپ کی اولاد کا کیا بنے گا۔

خلیفہ راشد جناب عمر بن عبدالعزیزؒ نے تیمارداروں سے کہا ذرا مجھے اٹھا کر بٹھا دو۔ جب انہیں اٹھا کر بٹھا دیا گیا تو فرمایا ذرا غور سے میری بات سنو میں نے اپنی اولاد کا مال کسی دوسرے کو تو نہیں دیا۔ سلمہ بن عبدالملک نے کہا نہیں پھر فرمایا تو میں دوسروں کا مال ان کے حوالے کیوں کر دوں۔ بیت المال کا مال مسلمانوں کی امانت ہے۔ اگر میں اسے اپنی اولاد کو دے دیتا تو خدا کے آگے مجھے جواب دہ ہونا پڑتا۔ رہا معاملہ اولاد کا تو سن لو کہ اگر میرے بیٹے سعادت مند اور اللہ تعالیٰ کے فرمان بردار ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ان کیلئے کافی ہے اور اگر اس کی بارگاہ کے باغی ہونگے تو وہ جس حال میں رہیں مجھے ان کی کوئی فکر نہیں یہ فرمایا کلمہ پڑا اور جان جان آفریں کو سپرد کرے گا۔

اگر آج ہم اپنے حکمرانوں پر نظر دوڑاتے ہیں تو وہ صرف وصرف مال کے لوٹ کھسوٹ میں لگے ہوئے نظر آتے ہیں ان کے دل میں رتی بھر خوف خدا نہیں کہ قیامت والے دن ہم سے ان مالوں کے بارے میں سوال ہوگا ایک وہ بھی کیا خوبصورت دور تھا کہ عمر بن عبدالعزیزؒ جب حکومت کا کوئی کام کرتے تو حکومت کی موم بتی استعمال کرتے جب ذاتی کام کرتے تو اپنی موم بتی شمع روشن کرتے تاکہ حکومت کے مال کو نقصان نہ پہنچ جائے مگر ہمارے حکمران قوم کا بے جا مال استعمال کرتے ہیں سرکاری گاڑیاں ان کی اولادیں استعمال کرتے ہیں۔

دوستو ہم مسلمان ہیں ہمارا عقیدہ ہونا چاہئے کہ ایک روز وہ آنے والا ہے جس دن انسان کو ایک ایک چیز کا حساب دینا ہے ہر اچھے اور برے کام کا جزاء وسزا ملے گی کیوں نہ ہم اس سے پہلے پہلے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فرمان پر عمل پیرا ہو جائیں اگر آج ہم مسلمان اکٹھے ہو جائیں آپس میں اتحاد و یگانگت پیدا کرلیں تو آج جنگ بدر کی طرح ملائکہ ہماری مدد کو اتر سکتے ہیں اور جس طرح حضرت ابراہیمؑ کیلئے اللہ نے آگ کو ٹھنڈا کر دیا۔

اب تیری امداد کیلئے اللہ کی نصرت ابھر ابھر کر آئی کہ:

آج بھی ہو گر براہیم کا ایماں پیدا
آگ بھی کر سکتی ہے انداز گلستاں پیدا

وگرنہ کیا ہوگا:

تیری داستاں تک نہ ہوگی داستانوں میں

اسلامی معاشرہ اور منافقت

لیکن بعد میں اسے بغیر عذر کے پورا نہ کیا جائے۔ وعدہ خلافی کی یہ دونوں مذکورہ قسمیں کبیرہ گناہ ہیں اور منافقت و دورنگی کی علامت ہیں۔ ان دونوں ہی سے مسلمان کو بچنا چاہیے۔

منافق کی ذات پر منافقت کے برے اثرات

منافقت کا اولین نقصان خود منافق کی ذات کو پہنچتا ہے کہ وہ اسے تباہی و بربادی کے گڑھوں میں ڈال دیتی ہے، وہ اپنا اعتماد کھو بیٹھتا ہے، خوف، ڈر اور اضطرابی کیفیت اسے دامن گیر رہتی ہے۔ دنیا میں اسے یہ فکر رہتی ہے کہ کب اسے جرم کی پاداش میں پکڑ لیا جائے گا اور آخرت میں اسے جہنم کے نچلے گڑھے میں دھکیل دیا جائے گا۔

رئیس الجامعہ
میاں نعیم الرحمن طاہر
کی بیرون ملک روانگی

رئیس الجامعہ 2 اگست سے برطانیہ، فرانس، جرمنی، اٹلی، ڈنمارک کے دورے پر روانہ ہو گئے ہیں آپ کے ہمراہ امیر مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان پروفیسر ساجد میر، حاجی عبدالرزاق، اور حاجی نذیر احمد انصاری بھی ہیں۔ واپسی پر آپ سعودی عرب کا دورہ بھی کریں گے۔ امام حرمین کے علاوہ اہم دینی رہنماؤں اور ممتاز تاجروں سے ملاقات کریں گے۔

تفصیلات آئندہ ملاحظہ فرمائیں۔